صحیح مسلم شریف

۷۴۲۲ احادیث نبوی کا روح پرور اور ایمان افروز ذخیرہ



صحیح مسلم شریف

مع مختصر شرح نووی مترجم

جلد اوّل

امام مسلم بن الحجاجؒ نے کئی لاکھ احادیث نبویؐ سے انتخاب فرما کر
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:
علامہ وحید الزماںؒ

نام کتاب

صحیح مسلم شریف

مع مختصر شرح نووی

تالیف: امام مسلم بن الحجاج ؒ

ترجمہ: علامہ وحید الزمان ؒ

جلد: اوّل

تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۴ء

١٣٩- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عنه أَوْ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ شَكَّ الْأَعْمَشُ قَالَ لَمَّا كَانَ غَزْوَةُ تَبُوكَ أَصَابَ النَّاسَ مَجَاعَةٌ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ أَذِنْتَ لَنَا فَنَحَرْنَا نَوَاضِحَنَا فَأَكَلْنَا وَادَّهَنَّا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((افْعَلُوا)) قَالَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ فَعَلْتَ قَلَّ الظَّهْرُ وَلَكِنْ ادْعُهُمْ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ ثُمَّ ادْعُ اللَّهَ لَهُمْ عَلَيْهَا بِالْبَرَكَةِ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَعَمْ)) قَالَ فَدَعَا بِنِطَعٍ فَبَسَطَهُ ثُمَّ دَعَا بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ قَالَ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيءُ بِكَفِّ ذُرَةٍ قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَفِّ تَمْرٍ قَالَ وَيَجِيءُ الْآخَرُ بِكَسْرَةٍ حَتَّى اجْتَمَعَ عَلَى النِّطَعِ مِنْ ذَلِكَ شَيْءٌ يَسِيرٌ قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ بِالْبَرَكَةِ ثُمَّ قَالَ ((خُذُوا فِي أَوْعِيَتِكُمْ)) قَالَ فَأَخَذُوا فِي أَوْعِيَتِهِمْ حَتَّى مَا تَرَكُوا فِي الْعَسْكَرِ وِعَاءً إِلَّا مَلَئُوهُ قَالَ فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا وَفَضَلَتْ فَضْلَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

١٣٩- ابوہریرہؓ یا ابوسعیدؓ سے روایت ہے (یہ شک ہے اعمش کو جو راوی ہے اس حدیث کا) جب غزوہ تبوک کا وقت آیا (تبوک شام میں ایک مقام کا نام ہے) تو لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! کاش! آپؐ ہم کو اجازت دیتے تو ہم اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے۔ آپؐ نے فرمایا اچھا کاٹو۔ اتنے میں حضرت عمرؓ آئے اور انھوں نے کہا یا رسول اللہ اگر ایسا کیجئے گا تو سواریاں کم ہو جائیں گی لیکن سب لوگوں کو بلا بھیجئے اور کہیے اپنا اپنا بچا ہوا توشہ لے کر آویں' پھر خدا سے دعا کیجئے کہ توشہ میں برکت دیوے۔ شاید اس میں اللہ کوئی راستہ نکال دے۔ (یعنی برکت اور بہتری عطا فرمائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اچھا پھر ایک دستر خوان منگایا' اس کو بچھا دیا اور سب کا بچا ہوا توشہ منگایا' کوئی مٹھی بھر جوار لایا' کوئی مٹھی بھر کھجور لایا' کوئی روٹی کا ٹکڑا یہاں تک کہ سب مل کو تھوڑا سا دستر خوان پر اکٹھا ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے برکت کیلئے دعا کی۔ اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اپنے اپنے برتنوں میں توشہ بھرو تو سب نے اپنے اپنے برتن بھر لیے یہاں تک کہ لشکر میں کوئی برتن نہ چھوڑا جس کو نہ بھرا ہو۔ پھر سب نے کھانا شروع کیا اور سیر ہو گئے' اس پر بھی کچھ بچ رہا۔ تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ خدا کے سوا کوئی

(١٣٩) ☆ دار قطنیؒ نے اس حدیث کی اسناد میں طعن کیا ہے کہ اس میں اعمش سے اختلاف ہے اور کبھی اعمش سے کبھی عن ابی صالح عن جابر بھی روایت کیا گیا ہے پر حدیث کی صحت میں یہ طعن کچھ قدح نہیں کرتا ہے۔ اس لیے کہ اعمش کو صحابی کے نام میں شک ہے اور صحابہ سب ثقہ ہیں۔ نووی نے کہا جب کوئی راوی نام لے کر یوں کہے کہ مجھ سے فلاں نے یا فلاں نے حدیث بیان کی اور وہ دونوں ثقہ ہوں تو روایت حجت ہے بلا خلاف۔ اس لیے کہ غرض یہ ہے کہ روایت ثقہ سے ہو اور وہ حاصل ہے۔ اس قاعدہ کو خطیب بغدادیؒ نے کفایہ میں اور اور لوگوں نے بیان کیا ہے اور یہ غیر صحابہ میں ہے تو صحابہؓ میں تو بطریق اولیٰ ہوگا اس لیے کہ صحابہؓ سب عادل ہیں۔ پھر راوی کے تعین نہ کرنے سے مقصود فوت نہیں ہوتا۔

صحابہؓ نے سخت بھوک کی وجہ سے خواہش ظاہر کی کہ کاش! آپ ہم کو اجازت دیتے تو اپنے اونٹوں کو جن پر پانی لاتے ہیں کاٹ ڈالتے۔ یہ ایک عمدہ طریقہ ہے ادب کی جگہ پر سوال کرنے کا اور اس سے معلوم ہوا کہ لشکر کے لوگوں کو اپنے جانور جو لڑائی میں مدد دیتے ہیں کاٹنا درست۔ نہیں جب تک امام اجازت نہ دے۔ السراج الوہاج) لخ

وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ لَا يَلْقَى اللَّهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍّ فَيُحْجَبَ عَنِ الْجَنَّةِ)).

سچا معبود نہیں اور میں اللہ کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو شخص ان دونوں باتوں پر یقین کر کے اللہ سے ملے وہ جنت سے محروم نہ ہوگا۔

١٤٠- عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((مَنْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَابْنُ أَمَتِهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ وَأَنَّ الْجَنَّةَ حَقٌّ وَأَنَّ النَّارَ حَقٌّ أَدْخَلَهُ اللَّهُ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ شَاءَ)).

۱۴۰- عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ سوا اللہ کے کوئی سچا معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شک حضرت محمدؐ اس کے بندے اور بھیجے ہوئے ہیں اور بے شک حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے ہیں اور اس کی لونڈی (مریم) کے بیٹے ہیں اور اس کی بات سے پیدا ہوئے جو اس نے مریمؑ میں ڈال دی (یعنی حکم کر دیا کن کے ساتھ پھر وہ ہو گئے بن باپ کے) اور رحمت ہیں خدا کی یا روح ہیں خدا کی (یعنی حضرت عیسیٰؑ کو روح اللہ کہتے

ؒ آپ نے فرمایا اچھا اپنے اونٹوں کو کاٹو اتنے میں حضرت عمرؓ آئے اور نبیؐ سے کہا اگر ایسا کیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام اور بادشاہ کے حکم میں اعتراض کرنا جائز ہے اور کم درجہ والے کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وقتی مصلحت کے مطابق بڑے درجہ والے کو عمدہ مشورہ دے اور ان کے احکام کو منسوخ کرنے کے لیے کہے۔

(۱۴۰) ☆ نوویؒ نے کہا یہ حدیث ایک بہت عمدہ حدیث ہے عقائد میں جو جامع ہے تمام ضروری باتوں کو اور اس سے رد ہوتا ہے تمام کفر کی ملتوں کا اختصار کے ساتھ۔ بعض لوگ ہمارے زمانہ میں یہ شبہ کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بغیر باپ کے کیوں کر پیدا ہوئے؟ حالانکہ فطرت کے قاعدہ سے اور اصول حکمت سے یہ بات محال معلوم ہوتی ہے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ تم عالم کو قدیم جانتے ہو یا حادث؟ اگر حادث مانتے ہو تو ابتداء آفرینش میں نوع انسان کا ظہور کسی پہلے شخص سے ہوا ہوگا جو نہ باپ رکھتا تھا نہ ماں' پھر جب خدا نے بغیر ماں اور باپ کے ایک شخص کو پیدا کیا تو بغیر باپ کے پیدا کرنا اس کے نزدیک کیا دشوار ہے۔ اگر قدیم جانتے ہو تو قدم سے یہ مراد نہیں کہ عالم اسی طرح بوضع خاص قدیم ہے کیونکہ اوضاع اور اطوار میں ہمیشہ تغیر ہوتا رہتا ہے بلکہ اسی بناپر کرات کے کرات متفرق اور پریشان ہو سکتے ہیں اور ان کے اجزاء پھر دوبارہ مل کر ایک نیا کرہ ظاہر کر سکتے ہیں۔ اسی وجہ سے ابی قور اور دیوجانس اور فلاسفہ کی ایک جماعت نے جو قدیم عالم کے قائل تھے یہ لکھا ہے کہ اوائل ترکیب زمین میں زمین سے اعلیٰ اعلیٰ قسم کے جاندار جیسے انسان اور بہائم خود بخود پیدا ہوتے تھے۔ آخر زمانہ دراز کے بعد زمین کی قوت گھٹتے گھٹتے اب یہ نوبت پہنچی ہے کہ سوا نباتات اور کم درجہ کے حیوانات جیسے چوہے گھونس کیڑے مکوڑے وغیرہ کے عمدہ قسم کے جاندار زمین سے خود بخود پیدا نہیں ہوتے۔

پھر جس خدا نے زمین میں یہ استعداد رکھی ہے کہ آدمی اور سب طرح کے جانور اس میں سے پیدا کر دیوے اس کے نزدیک خود انسان میں سے ایک دوسرا انسان پیدا کرنا نہ مشکل ہے نہ عقل کے خلاف۔ ہے اور تعجب ہے کہ یہی حضرت عیسیٰ کو بن باپ کے نہ ماننے والے لوگ عقل اور فلسفہ کا دم بھرتے ہیں اور حکیموں اور فلسفیوں کی لغویات کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں اور قرآن وحدیث کی سچی، قرین قیاس باتوں میں شبہ کرتے ہیں۔ خود حکیم اور فلسفی انسان کی ابتدائی خلقت اور عالم کی ابتدائی آفرینش میں اس قدر اختلاف رکھتے ہیں کہ ایک دوسرے کے خیال کو لغو اور باطل سمجھتا ہے۔

ہیں اس لیے کہ اللہ جل جلالہ نے ان کی روح کو پیدا کیا۔ اگرچہ سب روحوں کو خدا ہی نے بنایا ہے پر حضرت عیسیٰ کی روح بڑی عزت اور بزرگی والی ہے اس لیے خدا کی طرف نسبت دی گئی جیسے خانہ کعبہ کو بیت اللہ کہتے ہیں اور بے شک جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو لے جاوے گا اس کو اللہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس میں سے چاہے جائے۔

۱۴۱- و حدثني أحمد بن إبراهيم الدورقي حدثنا مبشر بن إسمعيل عن الأوزاعي عن عمير بن هانئ في هذا الإسناد بمثله غير أنه قال ((أدخله الله الجنة على ما كان من عمل)) ولم يذكر ((من أي أبواب الجنة الثمانية شاء)).

۱۴۱- یہ حدیث اس سند سے بھی مذکور ہے۔ اس میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ جنت کے آٹھوں دروازوں میں سے جس سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے- اس کے بجائے یہ الفاظ ہیں کہ اس کو اس کے اعمال کے مطابق اللہ تعالیٰ جنت میں لے جائیں گے۔

۱۴۲- عن الصنابحي عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه أنه قال دخلت عليه وهو في الموت فبكيت فقال مهلا لم تبكي فوالله لئن استشهدت لأشهدن لك ولئن شفعت لأشفعن لك ولئن استطعت لأنفعنك ثم قال والله ما من حديث سمعته من رسول الله

۱۴۲- صنابحی سے روایت ہے میں عبادہ بن صامتؓ کے پاس گیا' وہ مرنے کے قریب تھے' میں رونے لگا۔ انھوں نے کہا مجھ کو مہلت دو (یعنی مجھ کو بات کرنے میں) کیوں روتا ہے؟ قسم خدا کی اگر میں گواہ بنایا جاؤں گا تو تیرے لیے ایمان کی گواہی دوں گا اور اگر میری سفارش کام آئے گی تو تیری سفارش کروں گا اور اگر مجھے طاقت ہو گی تو تجھ کو فائدہ دوں گا۔ پھر کہا قسم خدا کی کوئی حدیث

(۱۴۲) ☆ (صنابحی سے روایت ہے) صنابحی صنابح کی طرف نسبت ہے جو قبیلہ مراد کی ایک شاخ ہے اور نام ان کا ابو عبداللہ عبدالرحمٰن بن عسیلہ ہے۔ نووی نے کہا یہ جلیل القدر تابعی تھے۔ یہ رسول اللہؐ سے ملنے کے لیے جا رہے تھے ابھی یہ راہ میں جحفہ ہی میں تھے کہ آپ کی وفات ہو گئی۔ آپ کی وفات کے پانچ یا چھ دن بعد یہ مدینہ میں آئے اور ابو بکرؓ صدیق اور بہت سے صحابہ سے ملے اور روایتیں کیں۔ "تقریب" میں ہے کہ عبدالملک کی خلافت میں انھوں نے انتقال کیا۔ نووی نے کہا جس کو حدیث میں اشتغال نہیں ہے وہ اس صنابحی کو صنابح بن اعسر خیال کرتا ہے حالانکہ صنابح بن اعسرؓ صحابی ہیں۔

عبادہ بن صامتؓ نے صنابحی سے قسم کھا کر کہا کوئی حدیث میں نے رسول اللہؐ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا۔ قاضی عیاض نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے وہ حدیثیں چھپائیں جن کے بیان کرنے میں انکو نقصان یا فتنہ معلوم ہوا۔ اس لیے کہ ہر شخص کی عقل اتنی نہیں جو ہر حدیث کا مطلب سمجھے اور اس میں کوئی عمل کرنے کی بات نہ ہو گی نہ کوئی حد ہو گی شریعت کی حدود میں سے۔ اور ایسا بہت صحابہ نے کیا ہے کہ بے ضرورت حدیث کو بیان نہیں کیا یا اس حدیث کو جس سے لوگوں میں فساد پھیلنے کا خوف تھا اس وجہ سے کہ اس کے سمجھنے سے ان کی عقل قاصر تھی۔ ایسے ہی وہ حدیثیں جو منافقوں کے بیان میں یا قیامت کی علامات میں یا فتن

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكُمْ فِيهِ خَيْرٌ إِلَّا حَدَّثْتُكُمُوهُ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا وَسَوْفَ أُحَدِّثُكُمُوهُ الْيَوْمَ وَقَدْ أُحِيطَ بِنَفْسِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ النَّارَ)).

میں نے رسول اللہ ﷺ سے نہیں سنی جس میں تمہاری بھلائی تھی مگر میں نے اس کو تم سے بیان کر دیا البتہ ایک حدیث میں نے اب تک بیان نہیں کی وہ آج بیان کرتا ہوں' کس لیے کہ میری جان جانے کو ہے' میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ؐ فرماتے تھے جو شخص گواہی دے (یعنی دل سے یقین کرے اور زبان سے اقرار) کہ خدا کے سوا کوئی سچا معبود نہیں اور بے شک حضرت محمدؐ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس پر جہنم کو حرام کر دے گا۔ (یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنے کو یا جہنم کے اس طبقہ کو جس میں ہمیشہ رہنے والے کافر ڈالے جائیں گے۔

١٤٣ – عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّا مُؤْخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ ((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ ((يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ)) قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا)) ثُمَّ سَارَ سَاعَةً قَالَ يَا مُعَاذُ

۱۴۳- معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں سواری پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ پیچھے بیٹھا ہوا تھا' میرے اور آپؐ کے درمیان میں سوائے پالان کی پچھلی لکڑی کے کچھ نہ تھا آپ نے فرمایا اے معاذ بن جبلؓ! میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں آپ کی خدمت میں اور آپؐ کا فرمانبردار ہوں یا رسول اللہ! پھر آپؐ تھوڑی دیر چلے' اسکے بعد فرمایا اے معاذ بن جبلؓ! میں نے کہا یا رسول اللہ فرمانبردار خدمت میں حاضر ہے۔ پھر آپؐ تھوڑی دیر چلے' اس کے بعد فرمایا اے معاذ بن جبلؓ! میں نے کہا یا رسول! فرمانبردار آپؐ کی خدمت میں حاضر ہے۔ آپؐ نے فرمایا تو جانتا ہے اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کو پوجیں اور اس کے ساتھ کسی کو

ؒ کسی قوم کے برے اوصاف میں یا ان کی مذمت اور لعنت میں تھیں (نووی)

(۱۴۳) ☆ صاحب "تحریر" نے کہا حق کہتے ہیں ہر موجود کو جو پایا جائے یا جس کا پایا جانا آئندہ ضروری ہو اور اللہ سبحانہ حق ہے' موجود ہے ازلی ہے' باقی ہے' ابدی ہے' موت اور قیامت اور جنت اور نار حق ہیں' کیا معنی' وہ ضروری پائی جائیں گی اور ہوں گی اور سچ بات کو بھی حق کہتے ہیں یعنی وہ پائی گئی ہے اور اس کا وجود ہے۔ اسی طرح حق واجب اور لازم کام کو بھی کہتے ہیں جس میں اختیار نہ ہو جیسے فرائض اللہ کے جن کا کرنا لازم ہے یا کسی کا قرض جس کا ادا کرنا لازم ہے یا اور کوئی حق حقوق میں سے۔ تو جب یوں کہیں اللہ کا حق بندوں پر تو اس کے معنی یہ ہیں جو بندہ پر کرنا لازم اور واجب ہے اللہ کے لیے اور جب یوں کہیں بندوں کا حق اللہ پر تو وہاں حق سے مراد اس کا تحقق ہے یعنی وہ ضرور پایا جاوے گا۔ یہ نہیں کہ ؒ

بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُولَ اللَّهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ ((هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ إِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((أَنْ لَا يُعَذِّبَهُمْ)).

شریک نہ کریں۔ پھر آپ تھوڑی دیر چلے' فرمایا اے معاذ بن جبل! میں نے کہا یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کا فرمانبردار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا تو جانتا ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ جب بندے یہ کام کریں یعنی اسی کی عبادت کریں کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کریں۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ حق یہ ہے کہ اللہ ان کو عذاب نہ کرے۔

١٤٤– عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَى حِمَارٍ يُقَالُ لَهُ عُفَيْرٌ قَالَ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ تَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ)) قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّ حَقَّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَحَقَّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)) قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ ((لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوا)).

۱۴۴– معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ گدھے پر سوار تھا جس کا نام "عفیر" تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے معاذ! تو جانتا ہے اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اسی کی عبادت کریں' اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو شخص شرک نہ کرے اللہ اس کو عذاب نہ دیوے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! میں خوش نہ کر دوں لوگوں کو یہ سنا کر؟ آپؐ نے فرمایا مت سنا ان کو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں۔

لؔ اللہ پر واجب یا فرض ہے کیونکہ اللہ جل جلالہ پر کوئی کام لازم اور واجب نہیں اور نہ کوئی اس پر کسی کام کو واجب کر سکتا ہے۔ وہ خود بادشاہ ہے' مالک ہے' صاحب ہے سارے جہان کا' جو چاہے کرے جو نہ چاہے نہ کرے۔ پر اپنے وعدہ اور قول کا سچا ہے۔ اس کی بات ٹلنے والی نہیں۔ اس نے جیسا فرمایا اس کے نیک بندے جنت میں ضرور جائیں گے۔ لیکن اگر وہ چاہے تو نیکوں کو بھی دوزخ میں ڈال دے کسی کی کیا مجال جو اس کو کچھ بھی کہہ سکے۔

(۱۴۴) ☆ عفیر بضم عین مہملہ اور فتح فا موحدہ یہی صحیح ہے اور یہی معتبر نسخوں میں ہے اور قاضی عیاض نے جو اس کو غین معجمہ سے کہا ہے وہ متروک ہے۔ نووی نے کہا یہ وہ گدھا تھا جو رسول اللہ کی سواری کا تھا۔ بعضوں نے کہا وہ حجۃ الوداع میں مر گیا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دوسری بار کا ہے اور پہلی حدیث میں جو مذکور ہے وہ اور بار کا ہے۔ اس لیے کہ پہلی حدیث میں پالان کا ذکر ہے اور پالان اونٹ پر ہوتا ہے۔ اور احتمال ہے کہ ایک ہی واقعہ ہو اور پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو کہ میرے اور آپؐ کے درمیان میں صرف اتنا فاصلہ تھا جیسے پالان کی لکڑی۔

آپؐ نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا لوگوں کو خوشخبری مت سنا۔ ایسا نہ ہو وہ اس خوشخبری پر بھروسا کر بیٹھیں پھر اور نیک کام کرنا اور گناہوں سے بچنا چھوڑ دیں۔ اگرچہ توحید نجات کے لیے کافی ہے پر جہنم سے بالکل محفوظ رہنے کے لیے اور جنت میں اعلیٰ درجہ پانے کے لیے اعمال صالحہ کرنا اور برے کاموں سے بچنا ضروری ہے۔